Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 03, October-December 2024, **PP**: 71-86
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

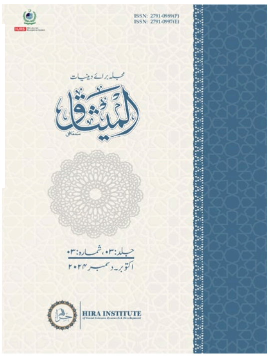

تعدّدِ ازواجِ رسول ﷺ اور مستشرقین: ضیاء النبی ﷺ از پیر کرم شاہ الازہریؒ کی روشنی میں

Polygamy of the Prophet Muḥammad (ﷺ) and Orientalists: In the Light of Ẓiā-un-Nabī by Pīr Karam Shāh Al-Azharī

1. **Dr. Hafiz Muhammad Hassan** muhammad.hassan@uos.edu.pk	*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.*
2. **Dr. Hafiz Abdur Rahim** rao.a.rahim@hotmail.com	*Assistant Professor (Visiting), Department of Islamic Studies, University of Sargodha.*
3. **Dr. Muhammad Mohsin Mumtaz** mohsinmumtaz92@gmail.com	*Assistant Professor (Visiting), Department of Islamic Studies, University of Sargodha.*

How to Cite:	Dr. Hafiz Muhammad Hassan, Dr. Dr. Hafiz Abdur Rahim and Dr. Muhammad Mohsin Mumtaz. 2024: "Polygamy of the Prophet Muḥammad (ﷺ) and Orientalists: In the Light of Ẓiā-un-Nabī by Pīr Karam Shāh Al-Azharī". *Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (03): 71-86.		
Article History:	**Received**: 02-11-2024	**Accepted**: 25-11-2024	**Published**: 20-12-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

تعدّدِ ازواجِ رسول ﷺ اور مستشرقین: ضیاء النبی ﷺ از پیر کرم شاہ الازہریؒ کی روشنی میں

Polygamy of the Prophet Muḥammad (ﷺ) and Orientalists: In the Light of Ẓiā-un-Nabī by Pīr Karam Shāh Al-Azharī

1. **Dr. Hafiz Muhammad Hassan**
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.
   muhammad.hassan@uos.edu.pk

2. **Dr. Hafiz Abdur Rahim**
   Assistant Professor (Visiting), Department of Islamic Studies, University of Sargodha.
   rao.a.rahim@hotmail.com

3. **Dr. Muhammad Mohsin Mumtaz**
   Assistant Professor (Visiting), Department of Islamic Studies, University of Sargodha.
   mohsinmumtaz92@gmail.com

Abstract

This study examines the objections raised by Orientalist scholars regarding the polygamous marriages of Prophet Muḥammad (ﷺ) and offers a detailed analysis of these critiques through the lens of *Pīr Karam Shāh Al-Azharī's* work, *Ẓiā-un-Nabī*. The 20th century marked a significant period during which Western Orientalists extensively wrote about Islam and the life of the Prophet (ﷺ), often aiming to cast doubt on his exemplary character. Among their criticisms, the Prophet's practice of polygamy has been a central focus. Orientalists argue that polygamy, as permitted by Islamic teachings, is a desire-driven principle and allege an inconsistency in the Prophet's personal application of the Qur'ānic limit on the number of wives. This research contextualizes these objections, exploring the socio-religious purposes of polygamy and providing a nuanced response based on the interpretations of *Pīr Karam Shāh Al-Azharī*. By critically engaging with his scholarly commentary, the article seeks to reconcile these objections while highlighting the ethical and societal dimensions underpinning the Prophet's marriages.

Keywords: *Polygamy, Orientalisim, Biography, Ẓiā-un-Nabī, Ethics.*

تمہید

پیر کرم شاہ الازہریؒ نے قرآن، حدیث اور بالخصوص نبی مکرم ﷺ کی سوانح حیات پر وسیع پیمانے پر لکھا ہے۔ اس صدی میں مغربی اہل علم بالخصوص مستشرقین نے دینِ اسلام اور نبی مکرم ﷺ کی شخصیت کے بارے میں مختلف پہلوؤں پر اعتراضات اٹھائے ہیں تاکہ امت مسلمہ کے ذہنوں میں نبی ﷺ کی مثالی زندگی کے بارے میں مختلف طرح کے شبہات پیدا کیے جا سکیں۔ مستشرقین کے انہی اعتراضات میں سے ایک نبی مکرم ﷺ کی تعددِ ازدواج کی مشہور شکل ہے۔ معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان ہے۔ انسان کی بقا، تحفظ اور ترقی کا دارومدار مردوں اور عورتوں کے درمیان تعلقات پر ہے۔ آپ ﷺ پر یہ اعتراض اٹھاتے ہوئے مستشرقین نے شادی کے مقاصد اور تعدد ازدواج کے مصالح کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ انہوں نے سب سے پہلے یہ اعتراض کیا کہ اسلام نے تعدد ازدواج کی رسم کا آغاز کیا، پھر تعدد ازدواج سے متعلق قرآنی حکم کو خواہش پرستی پر مبنی تعلیم قرار دیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کے مردوں کے لیے ازواج کی تعداد چار مقرر کی لیکن اپنے لیے اس حد کو قبول نہیں کیا۔ اس مضمون میں پیر کرم شاہ الازہریؒ کی کتاب ضیاء النبی کی روشنی میں مقاصد نکاح، تعدد ازواج اور اس پر مستشرقین کے اعتراضات کا علمی محاکمہ پیر

کرم شاہ الازہریؒ کے افکار کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔

مقاصدِ نکاح

اسلام زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مذہب، سیاست، معیشت معاشرت اور خانگی وغیرہ کے بارے میں مکمل رہنمائی پیش کرتا ہے یہ نہ صرف انسان کی انفرادی بلکہ اجتماعی زندگی کے اصول بھی مہیا کرتا ہے۔ جہاں اسلام انسان کی روحانی واخلاقی ضروریات پورا کرتا ہے وہیں دوسری طرف مادی ضروریات کی رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ کائنات کا پہلا رشتہ میاں بیوی کے مابین قائم ہوا لہذا نکاح انسانی نسل کی افزائش اور مرد وعورت کے باہمی رشتہ کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ رشتہ جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی معاشرہ منظم اور مضبوط ہوگا۔ چونکہ نکاح حکمِ شرعی ہے اس لیے اگر غور کیا جائے تو ہمیں اس کے معاشرتی، عقلی اور طبی فوائد ومقاصد معلوم ہوتے ہیں:

نکاح بطور عبادت

نکاح کو اسلامی تعلیمات میں ایک مقدس عبادت کی حیثیت دی گئی ہے۔ یہ عمل انسانی زندگی میں نہ صرف روحانی سکون فراہم کرتا بلکہ اس کو عبادت کا درجہ بھی دیا گیا ہے۔ احادیث میں ہے کہ تین لوگ عبادت سے متعلقہ سوالات لے کر آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے پاس آئے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا اپنی عبادت سے موازنہ کیا تو اپنی عبادت کو کم جانا۔ چنانچہ ایک نے کہا کہ میں اب تو ساری عمر شب بیداری کروں گا، دوسرے نے روزے سے متعلق کہا کہ اب ہمیشہ روزہ سے رہوں گا تیسرا کہنے لگا میں شادی نہیں کروں گا اور عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اتنے میں آقا ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

انی لاخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم و افطر و اصلی و ارقد و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔[1]

میں تم لوگوں میں سے اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور پرہیزگار ہوں۔ لیکن اگر روزہ رکھتا ہوں تو افطار کرتا ہوں رات کے وقت نماز بھی پڑھتا ہوں آرام بھی کرتا ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا تو ایسا شخص مجھ سے نہیں۔

تقویٰ کا پہلو

نکاح ایک عظیم اسلامی ادارہ ہے، جو نہ صرف انسانی زندگی کی فطری ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ رشتہ روحانی واخلاقی زندگی میں اہم کردار ادا کرتا اور مؤمن کی زندگی میں توازن پیدا کرتا ہے۔ نکاح کا مقصد محض ایک قانونی رشتہ قائم کرنا نہیں بلکہ یہ اللہ کی رضا اور تقویٰ کی راہ پر چلنے کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یا معشرالشباب!من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصرواحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجا۔[2]

نوجوانوں! جو تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے تو وہ لازماً نکاح کرے کیونکہ یہ نظر کو جھکانے والا اور سب سے زیادہ شرم گاہ کا محافظ ہے اور جو تم میں سے یہ استطاعت نہیں رکھتا تو اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھا کرے کیونکہ یہ (نفسانی) خواہشات کو قابو کرنے کا ذریعہ ہے۔

مودت ورحمت کا باعث

قرآن مجید میں نکاح کی بنیادی غرض راحت، باہمی مودت ورحمت بیان کی گئی ہے۔ یہ مودت گھر کے تمام افراد، خاندان

حتیٰ کہ ملت اسلامیہ میں نور پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ[3]

اوراس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالی میاں وبیوی کو ایک دوسرے کا زیب تن بھی کہا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ[4]

میاں بیوی ایک دوسرے کے لباس کی مانند ہیں۔

گویا میاں اور بیوی ایک دوسرے کے لیے لباس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس طرح لباس ستر پوشی سے لے کر راحت وآرام کا ذریعہ بنتا ہے اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کی عیب پوشی اور باہمی مودت ورحمت کا سبب بنتے ہیں۔

انبیاء کی سنت

عبادت، تقوی اور باعثِ مودت ورحمت ہونے کے ساتھ ساتھ نکاح نبی مکرم ﷺ کی سنت اور کثرت امت کا ذریعہ بھی ہے۔ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

تزوجواالودود الولود فانی مکاثربکم الامم۔[5]

ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت، چاہنے اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں۔ کیونکہ روز محشر میں اسی کثرت کی وجہ سے دیگر انبیا پر فخر کروں گا۔

تعدد ازدواج کا معنی و مفہوم

تعدد ازدواج سے مراد ایک مرد کا بیک وقت چار عورتوں کو اپنی زوجیت میں لینا ہے۔ اسلام ایک آفاقی دین ہے اوراس کی تعلیمات واحکام کا مقصد معاشرے کی منفعت کو پیش نظر رکھنا ہے۔ دینِ اسلام کا اپنے متبعین کو بیک وقت چار شادیوں کا حکم حقیقتاً ایک حکم نہیں بلکہ ایک رخصت جو بہت سی قیود کے ساتھ مقید اور سخت شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ حکم ربانی ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ[6]

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرپاؤگے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں، دو دو، تین تین اور چار چار پھر اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم انصاف نہیں کرسکوگے تو صرف ایک (سے نکاح کرو) یاباندیوں (پر گزارا کرو) جن کے تم مالک ہو۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

اگر ہم تاریخ انسانی کو بنظر عمیق پڑھیں تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام سے قبل الہامی وغیر الہامی مذاہب نے زندگی کے اس شعبہ سے متعلق مکمل رہنمائی فراہم نہیں کی جبکہ اسلام نے تاقیامت آنے والی نسل انسانی کے لیے اس شعبہ زندگی کی مکمل تفصیلات صراحت کے ساتھ بیان کی ہیں کہ کن کن عورتوں سے نکاح ممنوع اور کن سے جائز ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 23 میں تفصیل کے ساتھ محرمات کو بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح زوجین کے حقوق وفرائض کو متعین کیا گیا تاکہ عورتوں اور مردوں سب کو اپنے حقوق وفرائض کا علم ہو۔ نیز انہیں یہ بھی پتہ ہو کہ خانگی زندگی میں کون سا فعل خالق کائنات کی رضا کا باعث اور کون سا عمل اللہ

کی ناراضگی کو دعوت دیتا ہے۔ چونکہ خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اس لیے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا گیا تاکہ گھر کا نظام منظم انداز میں چل سکے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔[7]

ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ۔

بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک اور بہترین معاملہ کرنے کا حکم کلام اللہ اور حدیث رسول ﷺ میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ مومن خاوند مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی کوئی ایک عادت اچھی نہیں لگتی تو اس کے علاوہ دوسری تو ضرور اچھی ہو گی۔[8] یعنی اگر بیوی کے اندر بڑی برائیاں جیسے بے حیائی یا نافرمانی جیسی عادتیں نہ ہوں اس کے علاوہ چھوٹی موٹی خامیاں ہوں تو شوہر جلد بازی کی وجہ سے اس کو طلاق نہ دے بلکہ صبر و تحمل سے کام لے۔ ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ اس میں بہتری کر دے۔ نیز مرد و زن کی فطری اور جنسی تسکین کے حصول کے لیے انہیں نکاح جیسے مقدس اور باعزت تعلق کو اپنانے کا حکم بھی اسی بنا پر ہے کہ ایک بہترین خانگی نظام کے تحت انسانی معاشرہ وجود میں آئے۔ چنانچہ ہم دنیا کی انسانی آبادی کا تناسبی جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے مقابل خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ اگر نصف آبادی نکاح کے بندھن میں بندھ کر اطمینان اور راحت کی زندگی بسر کر رہی ہے تو باقی نصف آبادی کیوں اس سے محروم رہے۔ چنانچہ دین متین کے اس تعدد ازدواج کے حکم کا مقصد مرد و زن کی زندگیوں کو پاکیزہ بنانے کے ساتھ ساتھ جنسی تسکین کے حصول کو ممکن بنانا ہے۔

تعدّد ازواج رسول ﷺ

تعدد ازواج اسلام اور پیغامبر اسلام کا پیدا کردہ مسئلہ نہیں بلکہ درحقیقت یہ انسانی معاشرے کی عمومی ضروریات میں سے ہے۔ رہی بات نبی مکرم ﷺ کی متعدد شادیوں کے معاملہ کی تو یہ جنسی خواہش کی بنا پر نہیں بلکہ عین منشاء الٰہی ہے۔ ڈاکٹر سعد اللہ نبی مکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی کو چار مختلف مراحل میں تقسیم کرتے ہیں:

- پہلا مرحلہ: جو کہ 25 سال کی عمر مبارک پر مشتمل ہے جس میں آپ ﷺ نے کوئی نکاح نہیں فرمایا۔
- دوسرا مرحلہ: 25 سے 54 کی عمر مبارک پر مشتمل ہے جس میں آپ ﷺ نے فقط ایک نکاح پر اکتفا کیا۔
- تیسرا مرحلہ: 54 سے 60 سال کی عمر مبارک پر مشتمل ہے جس میں آپ ﷺ نے متعدد نکاح فرمائے۔
- چوتھا مرحلہ: 60 سے 63 سال کی عمر مبارک پر مشتمل ہے اس مرحلہ میں آپ ﷺ نے کوئی نکاح نہیں فرمایا۔[9]

چنانچہ جب ہم نبی مکرم ﷺ کی مذکورہ بالا ازدواجی زندگی کے چار مختلف مراحل کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا متعدد نکاح فرمانا محض فطری تسکین پر مشتمل نہیں بلکہ مشیتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ اس کے سماجی، سیاسی، دینی اور تعلیمی مصالح و مقاصد تھے۔ آئندہ سطور میں انہیں احاطہ تحریر میں لایا جاتا ہے۔

تعلیمی مصالح

نبی مکرم ﷺ کی متعدد شادیوں کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد تھا کہ عورتوں کو تعلیم دینے کے لئے کچھ معلمات تیار ہو جائیں جو خواتین کو احکام اور مسائل شرعیہ کا علم دے سکتی ہوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ معاشرے کی تقریباً آدھی آبادی خواتین پر مشتمل ہوتی ہے اور ان کو مسائل شرعیہ سے واقفیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ مردوں کی طرح احکام الٰہیہ کی مکلف ہیں۔ ان مسائل سے واقفیت کے لیے براہ راست نبی کریم ﷺ سے استفسار میں شرم محسوس کرتی تھیں۔ اگر سوال کر بھی لیتی تو کبھی کبھی نبی

مکرم ﷺ اس کا جواب اشارۃ اور کنایہ سے دیتے جس سے بسا اوقات وہ آپ کی مراد نہ سمجھ سکتی تھیں۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کی ازواج ان کو مراد صراحت کے ساتھ سمجھا دیا کرتیں تھیں۔ لہذا شرم و حیا کے باعث عام حالات میں جو سوال نہیں کیا جا سکتا تھا یا سوال کرنے میں شرم و حیا محسوس ہوتی تھی تو، اس کے جواب کی ذمہ داری ازواج مطہرات کے پاس تھی۔ اس لیے ام المومنین جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ قبیلہ انصار کی عورتوں پر رحمت کا معاملہ فرمائے۔ شرم و حیا انہیں فہم دین سے باز نہیں رکھتا۔[10] انصار کی عورتیں رات کو ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے پاس آیا کرتیں اور اور متعلقہ دینی احکام مثلاً (نفاس، حیض، وغیرہ) کے سوال کیا کرتیں۔ ازواج النبی ﷺ نہوں نے آقا ﷺ سے ان کی تعلیم لے رکھی تھی، جوابات دیا کرتی تھیں۔

دینی و شرعی مصالح

آپ ﷺ کے متعدد نکاح میں دوسری بنیادی اہم حکمت جو کار فرما تھی وہ شرعی و دینی حکمت تھی تا کہ معاشرے میں دین حنیف کا بول بالا ہو جائے اور جاہلانہ رسومات کا قلع قمع ہو سکے۔ مثلاً متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) کی رسم اسلام سے قبل عربوں کے اندر رائج تھی۔ وہ لے پالک کو وراثت، طلاق اور نکاح میں حقیقی اولاد کا درجہ دیتے۔ آپ ﷺ نے اس رسم کو ختم کیا بایں طور کہ آپ ﷺ نے بعثت سے قبل حضرت زیدؓ کو منہ بولا یعنی متبنیٰ کا درجہ دیا جس میں ایک عظیم مصلحت کار فرما تھی۔ اہل سیر اور مفسرین نے مختلف واقعات بیان کیے جن کا تفصیلاً ذکر کرنا یہاں مشکل ہے۔ بہر حال نبی ﷺ نے جب زید بن حارثہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تو لوگ زیدؓ کو زید بن محمد کہنے لگے۔ بخاری میں روایت موجود ہے کہ لوگوں نے جب زید بن محمد کہنا شروع کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

ادعوهُم لِآبا ئِہِم هُوَ أَ قسَطُ عِندَ ا للَّهِ۔[11]

منہ بولے بیٹوں کو بلاؤ (پکارو) تم ان کو ان کے باپوں کے نام سے یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اللہ کے ہاں۔

نبی مکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ کو زیدؓ بن حارثہ نام دیا۔[12] اسی طرح گویا اس رسم کا اختتام ہوا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت زیدؓ کا نکاح حضور ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کر دیا۔ کچھ عرصہ نکاح رہا لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر دونوں کے مابین طلاق ہو گئی۔ طلاق کے بعد آپ ﷺ کو اللہ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کے احکام دیے لیکن حضور ﷺ منافقین کی زبان درازی کے ڈر سے شادی نہ کر سکے حتی کہ اللہ تعالی نے آیت مبارکہ کی صورت میں شدید حکم جاری کر دیا کہ:

وَتُخفى فى نَفسِكَ مَااللَّهُ مُبديهِ وَتَخشَى النّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخشىٰهُ فَلَمّا قَضىٰ زَيدٌ مِنها وَطَرًا زَوَّجنٰكَها لِكَى لايَكونَ عَلَى المُؤمِنينَ حَرَجٌ فى أَزوٰجِ أَدعِيائِهِم إِذا قَضَوا مِنهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكانَ أَمرُ اللَّهِ مَفعولًا۔[13]

آپ (ﷺ) لوگوں سے ڈرتے ہیں جبکہ اللہ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ اللہ سے ڈریں۔ اور جب زیؓد نے زینبؓ سے رشتہ توڑ لیا یعنی الگ ہو گئے تو پھر ہم نے آپ کا نکاح ان سے کروا دیا تا کہ متبنیٰ کی ازواج کے بارے میں جب وہ علیحدگی اختیار کر لیں کسی قسم کی تنگی نہ رہے۔ اللہ کا معاملہ ہی مکمل ہو کر رہتا ہے۔

مزید اس قانون کو پختہ کرنے کے لیے ارشاد بھی فرمادیا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔[14]

محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

صحیح البخاری میں ہے کہ نکاح کے بعد حضرت زینبؓ دیگر ازواج پر فخر کیا کرتی اور کہا کرتیں کہ آپ کا نکاح آپ کے گھر والوں کی رضامندی سے جبکہ میرا اللہ نے ساتوں آسمان پر فرمایا۔[15] معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ کے اس نکاح کے پیچھے کوئی اور حکمت نہیں تھی اور

نہ ہی یہ شہوت کو مکمل کرنے کی غرض سے تھا بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ اس رسم باطل کا، جو کہ دور جاہلیت میں عام تھی، خاتمہ ہو سکے۔

معاشرتی مصالح

تیسری حکمت معاشرتی اور اجتماعی معاملات سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ اس حکمت کو سامنے رکھتے ہوئے پیارے حبیب ﷺ نے جناب ابو بکرؓ اور جناب عمر فاروقؓ کی بیٹیوں کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اسی حکمت کو دیکھتے ہوئے آپ نے قبیلہ میں بہت سارے نکاح کیے جن سے رشتہ داریاں مضبوط ہوئیں اور اسلام ہر سو پھیلا۔ حضرت ابو بکرؓ کی بیٹی ام المومنین جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا۔ ان کے والد شمع نبوت کے سب سے پہلے پروانے اور دین کی مدد اور آقا کے دفاع کے لیے اپنا جان مال سب کچھ قربان کرنے والے تھے۔ آپ کے لیے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> کوئی بھی شخص ایسا نہیں کہ جس کے مال سے مجھے اتنا زیادہ فائدہ پہنچا ہو جتنا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے مال و دولت سے۔ اس لئے اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو وہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو ہی بناتا لیکن سن لو تمہارا یہ ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔[16]

مزید بر آں پیارے حبیب ﷺ نے اپنی بیٹیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کیا۔ یہ حضرات جو بعد میں آپ ﷺ کی دعوت کے جانشین بھی بنے۔

سیاسی مصالح

تعدد ازواج کی ایک سیاسی حکمت بھی تھی۔ آپ ﷺ نے مختلف قبائل کی عورتوں سے اس لیے نکاح فرمایا تا کہ یہ قبائل آپ ﷺ کی طرف مائل ہو جائیں اور اسلام کے لیے نصرت اور مدد کا ذریعہ بن جائیں۔ مثلاً:

- بنو مصطلق میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جب انہیں اپنے خاندان کے ساتھ قید کر لیا گیا تھا پھر آپ ﷺ کے ان کیساتھ نکاح کے بعد جب دیگر مسلمانوں کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ کے سسرالی کیسے ہمارے قیدی ہو سکتے ہیں؟ اس پر تمام مسلمانوں نے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ جب بنو مصطلق نے مسلمانوں کی طرف سے اتنی محبت کو دیکھا تو ان تمام لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح نبی مکرم ﷺ کا جویریہؓ سے نکاح کافی بابرکت ثابت ہوا۔[17]
- غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت صفیہؓ جب قید ہوئیں تو انہیں اختیار دیا گیا کہ آزاد ہو کر آقا ﷺ کے نکاح میں آ جائیں یا پھر انہیں آزاد کر دیا جائے اور وہ جا کر اپنے خاندان والوں سے ملے۔ حضرت صفیہؓ نے آقا ﷺ کے اس حسن اخلاق کو دیکھا تو نہ صرف وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں ان کے ساتھ اور بھی بہت سارے لوگ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔[18]

مختصر یہ کہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے بے سہارا خواتین کو امہات المومنین کی صف میں داخل کیا وہیں دشمنوں کے دلوں میں مودت اور دوستی بھی پیدا کی۔ یوں تعدد ازدواج کے پیچھے آپ ﷺ کی ایک عظیم سیاسی عظمت اور بصیرت ہمیں نظر آتی ہے۔

تعددِ ازواجِ رسول ﷺ اور مستشرقین

مستشرقین ہمیشہ سے ہی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں عامیانہ اور جاہلانہ اغلاط میں مبتلا رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قبل از اسلام ہر سو اخلاقی زوال اور جنسی بے راہ روی عام تھی۔ سماوی مذاہب (یہودیت اور عیسائیت وغیرہ) کے پیروکاروں نے ان

مسائل کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی اور نہ ہی حل پیش کیا۔ اسلام نے معاشرہ کی اخلاقی پستی کے ساتھ جنسی خواہشات (ازدواجی زندگی) کی اصلاح کا بیڑا اٹھایااور قوانین کے ذریعے عائلی زندگی کو منظم کیا۔ان مذاہب کے ماننے والے محققین نے رسولِ اکرم ﷺ کے تعدد ازواج پر ذیلی اعتراضات و اشکالات عائد کیے ہیں:

1. مستشرقین نے تاریخی حقائق کو مسخ کرتے ہوئے یہ اعتراض کیا کہ اسلام نے تعدد ازواج کی رسم کا آغاز کیا ہے۔
2. انہوں نے تعدد ازدواج کے قرآنی حکم کو خواہش پرستی پر مبنی تعلیم قرار دیا ہے۔
3. علاوہ ازیں یہ اشکال بھی پیش کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کے مردوں کے لیے بیویوں کی حد مقرر کی لیکن اپنے لیے اس حد کو قبول نہیں کیا۔

درج بالا اعتراضات و اشکالات کا علمی محاکمہ پیر کرم شاہؒ الازہری نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ضیاء النبی ﷺ میں کیا ہے جس کا حاصل آئندہ سطور میں پیش کیا جاتا ہے۔

پہلے اعتراض کا علمی محاکمہ

مستشرقین نے تاریخی حقائق مسخ کرتے ہوئے یہ اعتراض کیا کہ اسلام نے تعدد ازواج کی رسم کا آغاز کیا ہے۔ مستشرقین کے اس اعتراض کو دور کرنے کے لیے پیر کرم شاہ صاحب نے جو دلائل دیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تعدد ازواج کی رسم، طلوع اسلام سے صدیوں پہلے کی رسم ہے۔ یہ ہر معاشرے میں موجود بلکہ انتہائی گھناؤنی شکلوں میں موجود رہی ہے۔ پیر کرم شاہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے جو بھی تعدد ازواج کی رسمیں تھیں ان کی وجہ سے نہ گھر اور نہ ہی معاشرہ کا سکون برقرار رہ سکتا تھا۔ اسی طرح جہاں ایک مرد کی بہت ساری بیویاں ہوتیں وہیں ایک عورت لاتعداد شوہر بھی رکھتی تھیں۔ ان شادیوں کیلئے نہ کسی ضابطے کی پابندی ضروری تھی اور نہ ہی عائلی زندگی کو منضبط رکھنے کیلئے کوئی قانون تھا۔ اسلام سے پہلے مذاہب نے ان قبیح رسموں کے خاتمے کے لئے کچھ نہیں کیا۔ اس ضمن میں علامہ زکریا ہاشم لکھتے ہیں:

> قدعرفناان تعدد الزوجات مباح في الشرائع كلهامن ابراهيم الى موسىٰ وانني لااظن ان الانجيل الذى انزل الى عيسى حرمه ولكناالمفسدين قدفهموامن شرائط الجمع بين الزوجات ما ساعد هم على فهم المنع فحرفوها هذالتحريف۔[19]
>
> ہم جان چکے کہ ابراہیمؑ تا موسیٰؑ جتنی بھی شریعتیں آئیں ان تمام میں کئی بیویاں رکھنے کا رواج تھا اور میں یہ نہیں سمجھتا کہ حضرت عیسیٰؑ کو بھی اس پہ ممانعت ہو گی لیکن فساد کرنے والوں نے جو شرائط ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کے لیے تھیں یہ یقیناً ان کی ممانعت میں تحریف کر دی ہو گی۔

معلوم ہوا کہ یہودیت اور عیسائیت نے اس قبیح رسم کو بدلنے کی کوشش نہیں کی اور بہت سارے بادشاہوں نے بھی اسی رسم کو بحال رکھا۔ پیر کرم شاہؒ صاحب فرماتے ہیں:

> اسی طرح فرانسیسی بادشاہوں کا متعدد عورتوں کو نکاح میں رکھنا اور ساتھ ہی اہل کلیسا نے ان فرانسیسی باشاہوں کا احترام بھی برقرار رکھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عیسائیوں کے ہاں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا جائز تھا۔ [20]

اس ضمن میں اگلی بات یہ ہے کہ مستشرق منٹگمری واٹ نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ تعدد ازواج یعنی متعدد شادیوں کا قانون اگر کہیں سے شروع ہوا ہے تو وہ اسلام سے شروع ہوا ہے۔ واٹ کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹ اور غلط بیانی پر مشتمل ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے

قبل از اسلام نہ ہی تعدد ازواج پر کسی طرح کی کوئی پابندی تھی اور نہ ہی کوئی شرط تھی۔ ہر شخص اس قانون سے آزاد تھا وہ جس بیوی کے ساتھ جو چاہتا سلوک کرتا یا جتنی چاہتا بیویاں رکھتا۔ اگر مستشرق واٹ کے اس دعوے کو تفصیل کے ساتھ پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ قبل از اسلام لوگوں کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوا کرتی تھیں۔ جس کا تذکرہ پیر کرم شاہؒ صاحب نے کیا کہ:

A man of Taif is said to have had ten wives, apparently at once.[21]

یہ بات مشہور ہے کہ ایک آدمی جو طائف میں رہتا تھا اس کی دس بیویاں تھی اور بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ ساری ایک ہی وقت میں اس کے عقد میں تھیں۔

لیکن جب واٹ یہ مان لیتا ہے کہ ایک شخص کی دس بیویاں ہیں پھر ساتھ ہی اس بات کا اقرار بھی کرتا کہ یہ رواج مدینہ میں نہیں تھا کہ کسی بھی شخص کی کئی بیویاں ہوتیں یا ایک ہی وقت میں اس کے ساتھ بھی رہتیں تو یہ عجیب معلوم ہوتا ہے۔ واٹ ساتھ یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ ابن سعد ایسے لوگوں جن کی کئی بیویاں تھیں، کی فہرست سامنے لائے ہیں لیکن ان لوگوں کی فہرست سے یہ رسم (تعدد ازواج) پھر بھی ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ہی کئی خواتین ایسی بھی تھیں جن کے کئی خاوند موجود تھے۔ اس حقیقت کی وجہ سے یہ فہرست تعدد ازواج کے موجود ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔ مستشرق موصوف کے اپنے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

ابن سعد کی سوانح حیات میں یقیناً ایسے مردوں کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جن کی ایک سے زیادہ (کئی) بیویاں تھیں، لیکن یہ ایک سے زیادہ شوہر رکھنے والی خواتین کی مثالوں سے متوازن ہے۔[22]

مزید شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

مستشرقین خود یہ تسلیم کرتے ہیں قبل از اسلام متعدد شادیاں یعنی تعدد ازواج کی رسم عرب میں موجود تھی اگر بائبل کا مطالعہ کیا جائے تو تعدد ازواج کے حوالے سے کئی ایسی امثلہ ملتی ہیں مثلاً تعدد ازواج کے حوالے سے بائبل حضرت یعقوبؑ، حضرت سلیمانؑ اور حضرت داوٴدؑ پر گواہ ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں کیں، اسی طرح فرانس کے جو بادشاہ عیسائی اور اہل کلیسا کے ہاں محترم تھے انہوں نے بھی متعدد بیویاں رکھی تھیں۔[23]

اس ساری بحث سے یہ بالکل عیاں ہے کہ قبل از اسلام ایک سے زائد شادیوں والی رسم بغیر کسی شرط اور قانون کے موجود تھی۔ باوجود اس کے کہ بہت سے مذاہب موجود تھے ان میں سے کسی نے بھی اس قبیح رسم کے خاتمہ کی کوشش نہ کی۔ یہ اعزاز صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے اس رسم میں ایسے قوانین اور شرائط وضع کر کے ان اندیشوں کو ختم کر دیا جن سے معاشرے کے سکون ختم ہونے کا خطرہ یا پھر میاں بیوی کے درمیان جو مقاصد اللہ تبارک وتعالیٰ نے رکھے ہیں ان کے ختم ہونے کا خدشہ موجود تھا۔

دوسرے اعتراض کا علمی محاکمہ

دوسرا اعتراض یہ تھا کہ تعدد ازدواج کا قرآنی حکم خواہش پرستی پر مبنی ہے۔ مستشرقین بیک وقت ایک سے زائد بیویاں رکھنا اسلام کی خواہش پرستانہ تعلیم قرار دیتے ہوئے اسلام اور پیغمبر اسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ضیاء النبی ﷺ میں مستشرقین کے مذکورہ بالا اعتراض پر علمی اور مدلل تجزیہ پیش کیا ہے۔

اس سے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ جنسی رغبت انسان کی جبلت میں داخل اور اس کی تسکین اس کا بنیادی حق ہے۔ لیکن کسی بھی معاشرے میں بسنے والے مرد و زن کو اس جنسی خواہش کی تکمیل کی سرعام اجازت نہیں دی جاسکتی بلکہ اس قدرتی خواہش کی

تسکین کو قواعد وضوابط کا پابند رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ رشتہ ازدواج کے بے شمار سماجی منافع میں سے ایک منفعت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے مرد وعورت کی جنسی خواہش کی تسکین کو منظم بنایا جاتا ہے۔ دین متین اپنے متبعین مردوں کو اس فطری رغبت کی تسکین کے لیے ایک یا بیک وقت چار (عورتوں) سے ازدواجی تعلق قائم کرنے کی اجازت دیتا ہے تاکہ معاشرہ جنسی بے راہ روی کا شکار نہ ہو اور مرد وزن اپنی اس قدرتی خواہش کی تکمیل کے لیے بدکاری جیسے قبیح فعل سے دور رہیں۔ اسلام کے اس حکم نے ان تمام معاشرتی قباحتوں کو ختم کیا جو سابقہ معاشروں میں محرمات سے شادی کی وجہ سے پیدا ہوتی تھی جس معاشرہ میں بھائی بہن کو باپ بیٹی کو بیٹا اپنے باپ کی منکوحہ کو اپنی زوجیت میں لیتا ہو تو کیا وہ معاشرہ انسانی معاشرہ کہلانے کا حق رکھتا ہے۔[24] وہ اس ضمن میں منٹگمری واٹ کا حوالہ دیتے ہیں کہ اسلام نے محرمات کی جو فہرست دی ہے ان میں بعض عورتوں کو محرمات قرار دینا ایک نیا خیال تھا:

سوتیلی بیٹی، بہو اور سوتیلی ماں کے ساتھ نکاح کی ممانعت، ایک نیا خیال تھا۔[25]

اس ضمن میں دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر کسی معاشرہ میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو تو وہ عورتیں جو غیر شادی شدہ ہیں اور انہیں خاوند کا ساتھ میسر نہ ہو تو انہیں بہت سے معاشرتی مسائل اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بات محض قیاس کے طور پر نہیں کی جا رہی بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں بیّن ثبوت موجود ہیں جہاں پر خواتین کی تعداد مردوں کے مقابل زیادہ ہے۔[26] دنیا کی اکثر اقوام مردوں کی بنسبت خواتین کی اکثریت کے مسئلے سے دوچار ہیں۔ علامہ زکریا ہاشم لکھتے ہیں:

شماریات سے پتہ چلتا ہے کہ بچپن سے لے کر آغاز شباب تک مردوں میں شرح اموات عورتوں کی نسبت بلند ہوتی ہے۔ یہ معاشرے میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہونے کا ایک اہم سبب ہے۔ جہاں جنگیں ہوتی ہیں اگر ان قوموں کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جہاں پر ہزار مرد مارے جاتے ہیں تو اس کے مدمقابل صرف ایک عورت ہی ماری جاتی ہے۔ اس طرح ان جنگوں میں بھی عورتوں کی نسبت مرد حضرات زیادہ ہلاک ہو جاتے ہیں ان کئی وجوہات کی بنا پر مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔[27]

شادی کے معاملات کی ماہر ڈاکٹر ماریون لانجر اس صورت حال کے متعلق لکھتی ہیں:

عورتوں کی نسبت مردوں کی تعداد میں کمی کے مسئلے کے ہمارے سامنے دو ہی حل ہیں۔ یا تو تعدد ازواج کو قانوناً جائز قرار دیا جائے اور یا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا جائے جس سے مردوں کی عمریں بڑھائی جاسکیں۔ لیکن کیا ایسا کوئی طریقہ ایجاد کرنا ممکن ہے جس سے مردوں کی عمروں میں تو اضافہ ہو لیکن عورتوں کی عمروں میں اضافہ نہ ہو؟ یا کیا دنیا اس سنگین مسئلے کے حل کے لئے تعدد ازواج کی طرف ہی رجوع کرے گی؟[28]

اسلام نے اس مسئلے کا حل تعدد ازواج کی شکل میں پیش کر دیا ہے لیکن مستشرقین اسلام کے پیش کردہ حل سے خوش نظر نہیں آتے۔ وہ اس کو نفس پرستی اور عیش پرستی قرار دیتے ہیں۔ اختلاطِ نسب کے شبہ کے پیشِ نظر اسلام عورت کو بیک وقت ایک سے زائد نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ دوسری جانب مرد پر پابندی عائد کرتا ہے کہ وہ ایک وقت میں چار سے زائد عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ رکھے۔ اسے بیک وقت چار شادیوں کی اجازت اس شرط پر دی گئی کہ وہ ان کے مابین عدل قائم رکھے۔ اگر وہ ان کے مابین عدل نہیں رکھ سکتا تو اسلام کا حکم ہے کہ وہ صرف ایک بیوی پر ہی اکتفا کرے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ۔ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا۔[29]

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر پاؤ گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں، دو دو، تین تین اور چار چار پھر اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک (سے نکاح کرو) یا باندیوں (پر گزارا کرو) جن کے تم مالک ہو۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

اس سلسلے میں تیسرا پہلو یہ ہے کہ مستشرقین جو تعدد ازواج پر اعتراض کرتے ہیں، اس مسئلہ کے حق میں رائے دیتے بھی نظر آتے ہیں۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ مستشرقین کے مذکورہ بالا اعتراض کے جواب میں بعض اہل مغرب کی تعدد ازواج کے حق میں آرا کو قلم بند کرتے ہیں۔ فرانسیسی مستشرق الفونس اپنی کتاب "محمد رسول اللہ ﷺ" میں کہتا ہے:

امر واقع یہ ہے کہ تعدد ازواج کا دستور ساری دنیا کے تمام خطوں میں موجود ہے اور جب تک یہ دنیا باقی ہے یہ دستور باقی رہے گا۔ اس کو ختم کرنے کے لئے جتنے بھی سخت قوانین بنائے جائیں یہ ختم نہیں ہو سکتا۔ ہم نے فیصلہ صرف یہ کرنا ہے کہ آیا اس کو قانونی جواز مہیا کر دیا جائے یا اس کو قانوناً تو منع کیا جائے لیکن یہ خفیہ یا اعلانیہ طور پر منافقانہ انداز میں جاری رہے اور کوئی چیز اس کا راستہ نہ روک سکے۔[30]

مختلف مغربی سیاح، جن میں "جیرال دی نیر فال" اور "لیڈی موجان" قابل ذکر ہیں، نے ساری دنیا کی سیاحت کی ہے۔ تمام قوموں کے حالات کو قریب سے دیکھا ہے۔ وہ آخر کار وہ تعدد ازواج کے مسئلے کے متعلق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ گو اسلام تعدد ازواج کی اجازت دیتا اور عیسائیت اس کو ممنوع قرار دیتی ہے لیکن عملاً معاملہ برعکس ہے۔ تعدد ازواج کا دستور مسلمانوں کی نسبت عیسائیوں میں زیادہ ہے۔[31] اسی طرح منٹگمری واٹ تعدد ازواج کے قانون کی وجہ سے اسلام اور رحمۃ اللعالمین پیغمبر اسلام ﷺ کو بدنام کرنے کی کوشش کرنے والوں میں پیش پیش ہے، لیکن اس قانون کی افادیت کو تسلیم کئے بغیر وہ بھی نہیں رہ سکا۔ وہ خود لکھتا ہے:

It remedied some of the abuses due to the growth of individualism. It provided --- society of Arabia. In view of some of the practices hitherto current, this reform must be regarded as an important advance in social organization.[32]

تعدد زوجات کے قانون نے بعض زیادتیوں کا مداوا کر دیا۔ اس نے انفرادیت کی ترقی کی وجہ سے ہونے والی کچھ بدسلوکیوں کو دور کیا۔ اس نے زیادتی کرنے والی خواتین کے لیے باعزت شادی فراہم کی اور ان کے سرپرستوں کی طرف سے خواتین پر ہونے والے ظلم و ستم کو روکا۔ اس طرح عرب کے مادری معاشرے میں اجازت یافتہ ڈھیلے اتحاد میں داخل ہونے کے لالچ کو کم کیا۔ اب تک کے کچھ طریقوں کے پیش نظر، اس اصلاح کو سماجی تنظیم میں ایک اہم پیش رفت سمجھا جانا چاہیے۔

معلوم ہوا کہ منٹگمری واٹ اور اس جیسے دیگر کئی مستشرقین تعدد ازواج کے قانون کی انتہائی مخالفت کے باوجود اس کی افادیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔

تیسرے اعتراض کا علمی محاکمہ

مستشرقین جس طرح آقا علیہ الصلوۃ والسلام پر مختلف قسم کے اعتراضات کرتے آئے ہیں اسی طرح انہوں نے یہ اعتراض بھی کیا کہ حضور ﷺ نے اپنے لیے تو بہت ساری بیویوں کی تعداد رکھی لیکن اپنی امت کے مردوں کے لیے چار بیویوں کی تعداد مقرر کر دی۔ خود تو چار سے زیادہ شادیاں کیں لیکن امت کے لیے یہ پابندی لگا دی کہ وہ صرف چار سے زیادہ شادیاں نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ

ولیم میور شان رسالت میں یوں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ محمد ﷺ اب 60 سال کے ہونے والے تھے عمر کے اضافے کے ساتھ عورتوں کی طرف (مخالف جنس) کی طرف میلان بڑھ رہا تھا۔[33]

اکثر مستشرقین نے حضور ﷺ کی متعدد ازواج کے حوالے سے اس جیسے فضول تصورات پیش کیے ہیں۔ مستشرقین آپ ﷺ پر دیگر الزامات کی طرح یہ الزام بھی عائد کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے امت کے لیے جو حد مقرر کی اپنے لیے وہ حد اس لیے نہیں سمجھی کہ آپ ﷺ کو زائد شادیوں کی صورت اپنی خواہشات کی تسکین کرنی تھی۔ پھر اس خواہش پرستی کو جائز قرار دینے کے لیے آپ ﷺ نے وحی جیسی چیز پر دارومدار کیا اور لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا کہ آپ کو اللہ کی جانب سے یہ اجازت ملی ہے (نعوذ باللہ)۔ مستشرقین کی ان ہرزہ سرائیوں کے رد کے لیے پیر کرم شاہؒ صاحب نے جو دلائل دیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لئے تعدد ازواج کے ان خصوصی قوانین کا مالک کائنات نے قرآن مجید میں تذکرہ کیا ہے۔ یہ قوانین حضور ﷺ نے اپنی مرضی سے نہیں گھڑے بلکہ کچھ حکمتوں کے تحت آپ ﷺ کو عطا کیے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ جس بندے پر نعمتیں زیادہ نچھاور کرتا ہے اتنا ہی سخت امتحانات اور ذمہ داریاں بھی اس پر عائد ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ پر بھی یہ ذمہ داریاں امت کے ہر فرد سے کہیں زیادہ تھی اس لیے کچھ قوانین ایسے تھے جو آپ کے لیے خاص درجہ رکھتے تھے جبکہ امتیوں کے لیے یہ قوانین نہیں تھے۔ کچھ اصول ایسے تھے جن کا حکم امت کے دیے گئے حکم سے مختلف تھا۔ مثال کے طور پر:

يَاأَيُّهَاالنَّبِيُّ إِنَّاأَحْلَلْنَالَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَامَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّاأَفَاءَاللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةًمُّؤْمِنَةًإِن وَهَبَتْ نَفْسَهَالِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَالنَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۔[34]

اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ کے لیے وہ بیویاں جن کا آپ نے حق مہر دے دیا حلال کر دی ہیں اور وہ جو آپ کی ملکیت ہیں، اس مال غنیمت میں سے جو اللہ نے آپ پر لٹا دیا ہے اسی طرح آپ کے چچا، پھوپھیوں، ماموں، خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت جو اپنے آپ کو نبی کے لیے ہبہ کر دے۔ اگر نبی کا نکاح کا ارادہ ہو تو یہ صرف آپ کے لیے ہے مومنوں کے لیے نہیں۔

اسی طرح ازواج کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں بھی آپ ﷺ کو امتیازی شان عطا کی گئی۔ ایک امتی کے لیے ضروری ہے کہ ازواج کے ساتھ برابری والا سلوک رکھے لیکن حضور ﷺ کو ارشاد فرمایا:

تُرْجِي مَن تَشَاءُمِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكَ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَايَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَاآتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَافِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًاحَلِيمًا۔[35]

آپ ﷺ چاہیں تو دور کریں اور جن کو آپ ﷺ نے دور کیا ہے ان میں سے جس کو بھی آپ ﷺ بلا لیں تو آپ پر کسی طرح کا کوئی گناہ نہیں اور اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور وہ غم نہ کریں اور وہ اس پر راضی ہو جائیں جو آپ ﷺ نے ان کو دیا ہے۔

پھر ایسے ہی ایک عام امتی کے لیے چار بیویوں کی حد میں رہتے ہوئے زندگی کے کسی بھی موڑ پر ایک زوجہ کو دوسری زوجہ سے بدلنے یا کسی اور سے نہیں شادی کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ لیکن آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی میں ایک ایسا مرحلہ بھی آیا جب آپ ﷺ کو نیا نکاح کرنے یا ایک بیوی کو دوسری بیوی سے بدلنے سے منع کر دیا گیا:

لَّا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا۔[36]

آپ ﷺ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ان عورتوں کے بدلے کوئی اور عورتیں لے لیں اگرچہ یہ خوبصورت ہی کیوں نہ لگے مگر جو آپ کی ملکیت ہو۔ اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

ان تمام دلائل سے پتہ چلا کہ نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے ازدواجی زندگی سے متعلق جو احکام نازل فرمائے وہ خصوصی طور پر آپ ﷺ سے تعلق رکھتے تھے جن پر آپ ﷺ نے عمل کیا اس لیے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد بھی عام امتی کی مقرر کردہ تعداد سے زیادہ تھی۔[37]

اس ضمن میں دوسری بات یہ کہ اگر زیادہ ازواج رکھنے پر کسی فرد کے خلاف جنس پرستی کا الزام لگایا جاتا ہے تو یہ الزام صرف اللہ کے رسول ﷺ پر نہیں لگنا چاہئے بلکہ یہ الزام تاریخ انسانی کے ان تمام کرداروں پر لگنا چاہئے جنہوں نے ایک ساتھ ہی کئی بیویوں کو اپنے عقد میں رکھا ہوا تھا۔ عجیب انصاف کی بات ہے کہ مستشرقین نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام پر یہ الزام لگانے سے پہلے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات طیبہ کا ناپس منظر دیکھا اور نہ ان شادیوں کی حکمت دیکھی، نہ ہی یہ دیکھا کہ ان کے ہاں بھی کوئی ایسی ہستیاں موجود ہیں کہ جن کا وہ حد سے زیادہ احترام کرتے ہیں لیکن انہوں نے بھی آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے زیادہ شادیاں کی ہیں۔ مثال کے طور پر ہندو مذہب کے جو اکابرین کی کئی کئی بیویاں تھیں:

- سری کرشن جی کی 100 سے زیادہ ازواج تھیں۔
- سری رام چندر کے والد نے تین عورتوں سے شادی کر رکھی تھیں۔
- پانڈووں کے بزرگوں کی بیویاں بھی ایک سے زائد تھیں۔
- راجہ متن کی دو بیویاں تھیں۔
- بچھتر ایرج کی بھی دو ہی بیویاں اور ایک لونڈی بھی تھی۔[38]

مستشرقین اپنے آپ کو ماہرین علوم شرقیہ کہتے ہیں۔ وہ جس طرح اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں اسی طرح ہندو مت کا بھی مطالعہ کرتے ہوں گے کیونکہ اسلام کی مانند ہندو مت بھی ایک مشرقی مذہب اور ان کے شعبہ تحقیق سے تعلق رکھتا ہے۔ مستشرقین کو اپنے مطالعے کی بنا پر معلوم ہے کہ ہندو اکابر بھی ایک سے زیادہ شادیوں کی رسم پر کاربند تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے نہ تو ہندو راجاؤں کو دو دو اور تین تین بیویاں رکھنے پر جنس پرست کہا اور نہ ہی سری کرشن جی کی بیویوں پر الزام لگایا۔

اس ضمن میں یہ بھی مدِ نظر رہے کہ صرف غیر الہامی مذاہب ہی میں نہیں بلکہ الہامی مذاہب میں بھی اس تصور کی امثلہ موجود ہیں۔ یہود و نصاریٰ حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد علیہم السلام کے روحانی فضائل کے قائل اور ان کو خدا کے برگزیدہ انسان اور نبی مانتے ہیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں کی زندگیوں سے اگر ہمیں تعدد ازواج پر عمل پیرا ہونے کا ثبوت مل جائے تو یقیناً اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حضور ﷺ کا متعدد عورتوں سے شادی کرنا منہاج نبوت کے عین مطابق تھا۔ جس طرح اس فعل کی وجہ سے دیگر انبیائے سابقینؑ کے تقدس میں کسی قسم کی کوئی بھی کمی واقع نہیں ہوتی اسی طرح اس عمل کی وجہ سے حضور کے تقدس اور عظمت میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔[39] یہود و نصاری کی الہامی کتابیں خود ہمیں بتاتی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی چار بیویاں تھیں۔[40] اسی طرح حضرت موسیٰ

علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم بھی تھا:

In case you go out to the battle against your enemies and Jehovah your God has given them into your hand ....., you must then bring her into the midst of your house. She must now shave her head and attend to her nails, and remove the mantle of her captivity from off her and dwell in your house and ......; and after that you should have relations with her, and you must take possession of her as your bride, and she must become your wife.[41]

اگر تو اپنے دشمنوں کے خلاف جنگ کے لیے نکلتا ہے اور خداوند تیرے خدا نے انہیں تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے اور تو انہیں اسیر کر کے لے جاتا ہے اور تو نے قیدیوں میں ایک خوبصورت عورت دیکھی ہے اور تو اس سے قربت رکھتا ہے اور اسے اپنی بیوی بنالیتا ہے تو اسے اپنے گھر کے بیچ میں لے جانا۔ اب اسے اپنا سر منڈوانا چاہئے اور اپنے ناخنوں کی دیکھ بھال کرنی چاہئے، اور اس سے اپنی قید کی پوشاک اتار کر آپ کے گھر میں رہنا چاہئے اور پورے قمری مہینے میں اپنے والدین کے لئے رونا چاہئے۔ اس کے بعد آپ اس کے ساتھ رشتہ رکھیں اور آپ کو اسے اپنی دلہن کے طور پر قبضہ کرنا چاہئے۔ وہ آپ کی بیوی بن جائے گی۔

بائبل کی یہ تعلیمات موسیٰ علیہ السلام پر کسی بھی طرح کی پابندی عائد نہیں کر رہیں کہ آپ کو اس اجازت پر زندگی میں صرف ایک بار عمل کرنے کا اختیار ہے یا جب کبھی دشمن سے جنگ پیش آئے، آپ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔[42] بائبل کے مختلف مقامات پر داؤد علیہ السلام کی نو بیویوں کا ذکر ملتا ہے۔[43] اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ اور جناب سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔[44] درج بالا امثلہ بائبل سے ماخوذ ہیں۔ اگر ہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے آپ ﷺ نے جو متعدد خواتین سے نکاح کیا وہ منشائے الٰہی کے مطابق ہے۔ حضور ﷺ نے یہ تمام شادیاں کسی جنسی جذبے کے تحت نہیں بلکہ ان کے پیش نظر بہت ساری حکمتیں تھیں جن کو مستشرقین سمجھنے سے قاصر ہیں۔

حاصل بحث

اسلام ایک آفاقی دین اور اس کی تعلیمات ہمہ گیر ہیں جو تا قیامت آنے والی انسانیت کے لیے کامل رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ انسانی معاشرے کو پیش آمدہ مسائل کا حل اس کی تعلیمات میں پنہاں ہے۔ انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں بسا اوقات ایسے اہم مسائل جنم لیتے ہیں جن کا حل تعدد ازواج کے علاوہ ممکن نہیں۔ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ تعدد ازواج کی ہر ایک کو ہر وقت ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن سماج کے نظام کو منظم رکھنے کے لیے یہ حکم کئی مصالح پر مشتمل ہے۔ صاحب ضیاء النبی کے مطابق اسلام کے تعدد ازواج کے قانون نے معاشرہ میں عورت کے مقام و مرتبہ کو بلند کیا ہے۔ چنانچہ معاشرہ کے ایسے صاحب ثروت جو ایک سے زیادہ بیویوں کے حقوق ادا کر سکتے ہیں، اخراجات کو پورا کر سکتے ہیں اور ان میں عدل قائم رکھ سکتے ہیں تو اس صورت میں تعدد ازواج کا قانون مرد کی خواہشات کی تسکین کا ذریعہ نہیں بلکہ خواتین کو عزت و وقار اور سکون سمیت بہت سے سماجی معاملات میں معاونت اور مدد فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں یہ بات عام ہے کہ شادی شدہ جوڑے جو اولاد کی دولت سے محروم ہوتے ہیں وہ دوسروں کی اولاد کو اپناتے ہیں اور اس رسم سے کئی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ غیر محرم عورتیں محرمات قرار پاتی ہیں اور اس سے اسلامی قانون وراثت متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ دین متین نے خواتین کے ان ان گنت مسائل کا حل تعدد ازواج کی صورت میں پیش کیا ہے۔ جو مغربی اقوام اور محققین اس اسلامی حل کو شجرِ

تنقید کے سوا اس سلسلہ میں ان کا کردار نہ ہونے کے برابر ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (ریاض: مکتبہ دارالسلام، 1999ء)، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم الحدیث: 5063۔

2 مسلم، ابن الحجاج القشیری، **صحیح مسلم**، (بیروت: دراحیاالتراث العربی، س ن)، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه، رقم الحدیث: 3398۔

3 سورۃ الروم 30:21۔

4 سورۃ البقرۃ 2:187۔

5 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، (ریاض: دارالسلام، 2014ء)، کتاب النکاح، باب النهی عن تزویج من لم یلدالنساء، رقم الحدیث: 2050۔

6 سورۃ النساء 4:3۔

7 سورۃ النساء 4:19۔

8 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء، رقم الحدیث: 1468۔

9 سعد اللہ، حافظ، **نبی کریم ﷺ کی عائلی زندگی**، (لاہور: دارالکتاب: 2001)، ص 94-95۔

10 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب الحیض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحیض الخ، رقم الحدیث: 332۔

11 سورۃ الاحزاب 33:5۔

12 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب التفسیر، باب ادعوهم لآبائهم هو اقسط عندالله، رقم الحدیث 4782۔

13 سورۃ الاحزاب 33:37۔

14 سورۃ الاحزاب 33:40۔

15 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب التوحید، باب، رقم الحدیث: 7421۔

16 ابن ماجۃ، محمد بن یزید القزوینی، **السنن**، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2009ء)، کتاب المقدمة، باب فضل ابی بکرالصدیق رضی الله عنه، رقم الحدیث: 93۔

17 ابوداؤد، **السنن**، کتاب العتق، باب فی بیع المکاتب اذا فسخت الکتابة، رقم الحدیث: 3931۔

18 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الصلوٰة، باب ما یذکر فی الفخذ، رقم الحدیث: 371۔

19 زکریا، ہاشم زکریا، **المستشرقون والاسلام**، (مصر: المجلس الاعلیٰ للشؤون الاسلامیۃ، 1965ء)، ص 346۔

20 الازہری، پیر کرم شاہ، **ضیاء النبی ﷺ**، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2021)، 7/442۔

21 Montgomery Watt W., **Muhammad at Madina,** (London: Oxford Press, 1956), P. 276.

22 Ibid, P. 275.

23 الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**، 7/440۔

24 ایضاً، 7/442۔

25 Watt, **Muhammad at Madina**, P. 280.

26 الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**، 7/448۔

27 زکریا، **المستشرقون والاسلام**، ص 320؛ الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**، 7/449۔

28 زکریا، **المستشرقون والاسلام**، ص 321۔

29 سورۃ النساء 4:3۔

30 زکریا، **المستشرقون والاسلام**، ص343؛ الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**، 7/457۔

31 ایضاً۔

32 Watt, **Muhammad at Madina**, P. 277.

33 Muir, William, **Mahomet and Islam,** (Churchyard: The Religious Tract Society, 1961), P. 126.

34 سورۃ الاحزاب 33:50۔

35 سورۃ الاحزاب 33:51۔

36 سورۃ الاحزاب 33:52۔

37 الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**، 7/468۔

38 منصور پوری، قاضی سلیمان، **رحمۃ للعالمین ﷺ**، (لاہور: غلام علی اینڈ سنز، س ن)، 2/127۔

39 الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**، 7/471۔

40 منصور پوری، **رحمۃ للعالمین ﷺ**، 2/128-129۔

41 الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**، 7/472۔

42 ایضاً۔

43 منصور پوری، **رحمۃ للعالمین ﷺ**، 2/129۔

44 الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**، 7/473۔